راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور مسلمان

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس اور مسلمان

آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا فیصلہ

گزشتہ سال آل مسلم پارٹیز کانفرنس نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ اگر مسلمانوں کے حقوق کا حسبِ دلخواہ فیصلہ نہ ہو تو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے مسلمان نمائندے سنٹرل گورنمنٹ کے اختیارات کے تصفیہ میں کوئی حصہ نہ لیں۔ اس وقت مجھے صحیح الفاظ یاد نہیں لیکن فیصلہ قریباً قریباً یہی تھا۔

گول میز کانفرنس کے مسلمان نمائندوں کا رویہ

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقع پر اس ہدایت پر عمل کرتے کرتے نہ معلوم مسلمانوں کو کیا ہوا کہ ایک وقت وہ اس ہدایت کے مفہوم کو پورا کرنے سے قریباً قاصر رہے۔ اس وقت کئی پر جوش ممبران لنڈن سے روانہ ہو چکے تھے لیکن جو باقی تھے میں انہیں بھی الزام نہیں دیتا۔ بالکل ممکن ہے کہ وہاں کے حالات ہی کچھ ایسے ہوں کہ مسلمان ممبروں کیلئے اس طریق عمل کے سوا کوئی اور راستہ ہی کھلا نہ رہا ہو لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم لوگ جو ہندوستان میں تھے ہمیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مسلمان ممبر ایک اچھے موقع سے فائدہ اُٹھانے سے چُوک گئے ہیں۔

مجھے بعد میں اپنے انگلستان کے نمائندہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد لنڈن سے معلوم ہوا کہ سر آغا خان صاحب پر بھی یہی اثر تھا کہ مسلمانوں نے ایک قیمتی موقع کو ہاتھ سے کھو دیا ہے۔

مشاورتی کمیٹی میں مسلمانوں کی شرکت

لنڈن میں تو جو کچھ ہوا سو ہوا، راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی ایک سب کمیٹی جو جناب

وائسرائے کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہو رہی ہے اب اس کے متعلق بھی مسلمانوں میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ کیا اس میں شمولیت مسلمانوں کیلئے مفید ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں اسے بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ بعض دوسروں کے نزدیک ہمیں اس سے پوری طرح تعاون کرنا چاہئے۔ اول الذکر کے دلائل مجھے معلوم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب تک ہمارے حقوق کا فیصلہ نہیں ہوتا مرکزی حکومت کے اختیارات پر بحث کرنے سے ہم ایک رنگ میں اس کے قیام میں مُمِدّ ہوتے ہیں اور اس طرح خود اپنے ہاتھ کاٹ لیتے ہیں۔ دوسرے گروہ کا خیال غالباً اس امر پر مبنی ہے کہ اس وقت جب کہ ہندو حکومت کا بائیکاٹ کر رہے ہیں ہمارا حکومت سے تعاون اچھے نتیجے پیدا کرے گا اور انگریزوں اور مسلمانوں میں اچھے تعلقات پیدا کر دے گا۔ میں ان دونوں گروہوں کو نیک نیت اور مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتا ہوں۔ لیکن میرے نزدیک یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اور اس نازک موقع پر ہمیں اس سے زیادہ غور اور فکر کی ضرورت ہے جس قدر کہ اس وقت مسلمان کر رہے ہیں۔

ہمیں اس امر کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان کی تاریخ قریب میں مسلمانوں کے حقوق کے طے کرنے کا موقع دوبارہ نہیں آئے گا اور یہ کہ اگر ہم آج غلطی کر بیٹھے تو ہماری اولادوں کو اس کا خمیازہ بُھگتنا پڑے گا اور گو ہم اپنے آپ کو قربان کرنے کو تیار ہوں، ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ اپنی اولادوں کو قربان کر کے غلامی کے طوقوں میں جکڑ دیں۔ یقیناً اس سے زیادہ بد قسمت انسان ملنا مشکل ہو گا جس کی اپنی اولاد یا جس کے آباء کی اولاد اس پر لعنت کرے اور اسے اپنی ذلت کا موجب قرار دے۔

مسلمانانِ ہند کے حقوق کی اہمیت

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا سوال چار ہزار آدمیوں کا سوال نہیں بلکہ آٹھ نو کروڑ آدمیوں کا سوال ہے۔ اور پھر صرف ہندوستان کے مسلمانوں کا سوال نہیں بلکہ کل دنیا کے مسلمانوں کا سوال ہے کیونکہ اس وقت دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ بیداری ہندوستان کے مسلمانوں میں ہی ہے اور ان کی موت سے عالم اسلام کی سیاسی موت اور ان کی زندگی سے عالم اسلام کی سیاسی زندگی وابستہ ہے۔ کیا اس قدر عظیم الشان ذمہ واری کی طرف سے ہم لاپرواہی کر سکتے ہیں۔ اسلام تو کیا اگر ہم میں انسانیت کا ایک خفیف سا اثر بھی باقی ہے تو ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

صحیح طریق عمل

اس تمہید کے بعد میں اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں۔ میرے نزدیک ہمیں ہر ایک مخالفت پر بائیکاٹ کا حربہ نہیں اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ بائیکاٹ جب کہ صرف تبادلہ خیال تک محدود ہو صرف ذہنی نشوونما کو روکنے کا ہی موجب ہوتا ہے اس سے زیادہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک صحیح طریق عمل یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے مقصود کے حصول کو تو اصل قرار دیں اور جائز ذرائع کو فرع۔ پس جو جائز ذریعہ ہمیں حاصل ہو ہم اس کو استعمال کرلیں اور ذریعہ کو مقصد کا قائم مقام بنا کر اپنی سب توجہ اسی کی طرف نہ لگا دیں۔ ایک وکیل اگر دیکھے کہ اس کے مؤکّل کو اس کے نقطہ نگاہ کے سوا کوئی اور نقطۂ نگاہ فائدہ پہنچا سکتا ہے تو اسے اس کے اختیار کرنے میں دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔ پس ہمیں اس امر سے زیادہ بحث نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمارے مدعا کے حاصل کرنے کیلئے کون سا ذریعہ مفید ہو سکتا ہے اور کسی جائز راستہ کو اپنے لئے بند نہیں کرنا چاہیئے۔ اس اصل کو تسلیم کرتے ہوئے اگر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی سب کمیٹیوں کی شرکت ہمارے لئے مفید ہو تو ہمیں اس سے دریغ نہیں ہونا چاہیئے اور اگر مُضر ہو تو حتی الوسع ہمیں اس سے بچنا چاہیئے۔

مشاورت میں شرکت

سب سے پہلے مشاورت میں شرکت کے سوال کو میں لیتا ہوں۔ شرکت عام طور پر مفید ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان کو اپنے خیالات کے پیش کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اگر وہ پوری طرح کامیاب نہ بھی ہو تب بھی وہ یہ تو روشن کردیتا ہے کہ میری رائے کے برخلاف اور صحیح دلائل نظر انداز کرتے ہوئے میرے مخالفوں نے فیصلہ کردیا ہے لیکن اس موقع پر اس قسم کا تعاون مفید ہوتا ہے جب کہ دوسرا گروہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ تعاون کسی مقررہ پالیسی کے ماتحت ہے۔ جب اس کا یہ خیال ہو اور جب یہ واقعہ بھی ہو کہ شرکت یا ذاتی مفاد کی خاطر ہو یا کسی مقررہ پالیسی کے فُقدان کی وجہ سے تو ایسی شرکت کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کرسکتی۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی سب کمیٹیوں میں شرکت اگر کُلّی طور پر مؤخر الذکر قسم میں داخل نہ ہو تو اس کے مشابہ ضرور ہے۔ مسلمانوں کی ایک ذمہ وار انجمن نے یہ اعلان کردیا ہوا ہے کہ جب تک مسلمانوں کے حقوق کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک مرکزی ذمہ واری کے اصول کے طے کرنے میں ہمیں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ میری ذاتی رائے بھی یہی ہے کہ یہی فیصلہ معقول ہے۔

پس اس فیصلہ کی موجودگی میں بغیر کسی شرط کے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی سب کمیٹیوں میں

مسلمانوں کی شرکت انگریزوں کے دل میں یہ خیال ہرگز نہیں پیدا کر سکتی کہ مسلمان ہم سے تعاون کرتے ہیں آؤ ہم بھی ان سے تعاون کریں۔ یہ شرکت انگریزوں کے دل میں یہ احساس پیدا کرے گی کہ مسلمان بے اصولے ہیں ان کی قوم کی کوئی پالیسی نہیں اور اگر کوئی ہے تو اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ ایسے بے اصولے لوگوں سے تعاون کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔ آؤ ہم ظاہر میں ان سے فائدہ اُٹھائیں اور اس موقع کے منتظر رہیں جب کہ ہندوؤں سے جو اپنے اصول کے پکے ہیں ہمارا مناسب سمجھوتہ ہو سکے۔ انگریزوں کے ذہن میں اس قسم کے خیالات کا پیدا ہونا یقیناً مسلمانوں کے لئے مُضراور ان کے سیاسی مستقبل کو مخدوش کر دینے والا ہوگا۔

مسلمانوں کی سیاسی کمزوری

یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ ہماری سیاسی کمزوری سے انگریز واقف نہیں۔ ایسا خیال ہمیں اس کبوتر کے مشابہ کر دے گا جو بلی کے حملہ کے وقت آنکھیں بند کر لیتا اور خیال کرتا ہے کہ میرے آنکھیں بند کر لینے سے بلی کی بھی آنکھیں بند ہو گئی ہیں۔ انگریزوں کو حکومت کا لمبا تجربہ ہے اور مختلف اقوام کی کمزوریوں کو خود ان اقوام سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ پس میرے نزدیک ہمارا موجودہ تعاون انگریزوں کے دل پر کبھی بھی اچھا اثر پیدا نہیں کرے گا۔ وہ ظاہر میں اس سے فائدہ اٹھائیں گے لیکن دل میں ہمیں نکمّا اور ناقابلِ التفات سمجھیں گے۔

بائیکاٹ کی پالیسی

تعاون کے بعد میں بائیکاٹ کی پالیسی کو لیتا ہوں۔ میں خوب سمجھتا ہوں کہ دنیا کے اکثر افراد کو میرے اس خیال سے اختلاف ہے لیکن میں اس امر کا سختی سے یقین رکھتا ہوں کہ بائیکاٹ ننانویں فیصدی جہالت اور اپنی کمزوری کے چھپانے کیلئے ہوتا ہے۔ وہ ایک سزا تو کہلا سکتا ہے لیکن آلہ اصلاح ہرگز نہیں۔ ہم جبر سے نہیں بلکہ دلیل سے دوسرے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ پس بائیکاٹ بطور ایک اصلاحی آلہ کے نہ صرف بیکار ہے بلکہ مضر ہے۔ اس وجہ سے بائیکاٹ کا بھی میں سختی سے مخالف ہوں۔ میرے نزدیک نہ صرف اس وقت بلکہ ہمیشہ ہمیں درمیانی راستہ اختیار کرنا چاہئے اور بائیکاٹ کے طریق کو اصلاحی آلہ کے طور پر کبھی استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

جہاں تک مسلمانوں کے حقوق کا سوال ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اس کے متعلق متفق ہے۔ ہم نے اسلامی سادگی سے کام لے کر اقل ترین ضروریات کو مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ ان میں خفیف تبدیلی صرف تزئین و تحسین کیلئے تو کی جا سکتی ہے لیکن ان میں کوئی

اصولی تبدیلی کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے کیونکہ اس سے ہماری قومی زندگی پر تبر چل جاتا ہے جسے ہم برداشت نہیں کرسکتے۔

مسلمانوں کے مطالبات انگریزوں سے ہیں

یہ ہمارے مطالبات انگریزوں سے ہیں ہندوؤں سے نہیں ہیں کیونکہ اس وقت حکومت انگریزوں کے ہاتھ میں ہے اور قانوناً سب سیاسی حقوق ان کے قبضہ میں ہیں۔ پس ہم اپنے حقوق کا مطالبہ انہیں سے کرسکتے ہیں۔ ہمارے ان مطالبات کے شائع ہونے پر انگریزوں نے ہمیں مشورہ دیا کہ ہندوؤں سے بھی سمجھوتہ کی کوشش کرو۔ اگر ان سے آپ لوگوں کا اتفاق ہو جائے تو اس میں آپ لوگوں کا نفع ہے نقصان نہیں۔ باوجود اس کے کہ قانونی نقطہ نگاہ سے ہندوؤں کا اس معاملہ میں کوئی دخل نہ تھا ہمارے نمائندوں نے صلح پسندی کے خیال سے ہندوؤں سے سمجھوتہ کی متواتر کوشش کی لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ میں یہ بحث نہیں کرتا کہ کیوں؟ مگر بہرحال مسلمان اس کوشش میں ناکام رہے اور اس قدر مرتبہ ناکام رہے کہ اب کوئی عقلمند مسلمانوں کو اس تجربہ کے دہرانے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ پس جب یہ طریق جو قانونی لحاظ سے درست نہ تھا کیونکہ اختیارات اس وقت برطانیہ کے قبضہ میں ہیں نہ کہ ہندوؤں کے، ناکام ثابت ہوا تو اب ہمارے لئے ایک ہی راستہ کھلا ہے یعنی انگریزوں سے جن کے ہاتھ میں حکومت ہے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا اور پیشتر اس کے کہ مرکزی حکومت کی کوئی معیّن صورت قرار پائے ہمارا فرض ہے کہ ہم برطانیہ سے اپنے حقوق کا تصفیہ چاہیں۔ ہمیں صاف اور واضح طور پر حکومت ہند سے کہہ دینا چاہئے کہ مسلمانوں کے یہ یہ مطالبات ہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم آگے چلیں ہمیں آپ بتا دیں کہ ان میں سے کس قدر مطالبات آپ منظور کرسکتے ہیں اور کس قدر نہیں اور کیوں؟ ہم نے ہندوؤں سے آپ کے کہنے کے مطابق فیصلہ چاہا لیکن انہوں نے ہم سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ چونکہ اس وقت گورنمنٹ آپ کے ہاتھ میں ہے اس لئے ان اختیارات کے دینے یا نہ دینے کا فیصلہ آپ ہی سے ہو سکتا ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنا آخری فیصلہ اس بارے میں دیں کیونکہ ہم زیادہ دور تک اندھیرے میں چلنا پسند نہیں کرتے۔

مطالبہ حقوق کے دو طریق

اس امر کے پیش کرنے کے دو طریق ہیں۔ ایک یہ کہ ایک آل انڈیا وفد جناب وائسرائے کے سامنے جاکر مسلمانوں کی طرف سے یہ مطالبہ پیش کرے اور ساتھ ہی درخواست کرے کہ جس عرصہ تک آپ کو یہ

فیصلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہو اس عرصہ تک مرکزی اختیارات اور مرکزی اور صوبہ جاتی تعلقات کے سوالوں کا فیصلہ ملتوی رکھا جائے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی سب کمیٹی کے مسلمان ممبر ہی اس مطالبہ کو پیش کر دیں۔

اگر حکومت مطالبہ منظور نہ کرے

چونکہ ضروری نہیں کہ ہمارے اس مطالبہ کو حکومت تسلیم کر لے اس لئے ہمیں اس صورت حالات کا علاج بھی سوچ لینا چاہئے۔ میری رائے میں اگر حکومت اس مطالبہ کو منظور نہ کرے اور مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق اپنا قطعی فیصلہ شائع نہ کرے جس سے ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ وہ اصطلاحات جن کے پردہ میں ہم سے وعدے کئے گئے ہیں ان کے اصلی معنی کیا ہیں۔ تو اس صورت میں مسلمان ممبران راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کو سب کمیٹیوں میں شامل تو ہونا چاہئے تاکہ تعاون کا دروازہ کھلا رہے اور تا ایسے مواقع جن میں مشورہ میں شامل ہونا مفید ہو سکتا ہو ہاتھ سے نہ جاتے رہیں لیکن جب بھی کوئی سوال مرکزی اختیارات کے متعلق یا مرکز اور صوبہ جات کے تعلق کے متعلق آئے انہیں کہہ دینا چاہئے کہ چونکہ ہمارے حقوق کا تصفیہ نہیں ہوا، ہم اس بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ اس امر کی روزانہ تکرار بائیکاٹ سے یقینی زیادہ مفید ثابت ہو گی اور چند ہی دنوں میں حکومت اس امر کی ضرورت محسوس کرنے لگے گی کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے متعلق اپنا فیصلہ سنا دے۔

بائیکاٹ میں ایک بہت بڑا نقص

بائیکاٹ میں علاوہ مذکورہ بالا نقائص کے یہ نقص بھی ہے کہ حکومت وفادار ممبروں کی جگہ ایسے غدار ممبر مقرر کر سکتی ہے جو مسلمانوں کے مفاد کو بالکل ہی نظر انداز کر دیں۔ پس اگر موجودہ مسلمان ممبر مذکورہ بالا طریق پر اپنی وفاداری کا ثبوت دیں تو ان کا ممبر رہنا مسلمانوں کیلئے ان کے علیحدہ ہونے سے بدرجہا بہتر ہو گا۔

سارے ہندوستان میں جلسے منعقد کئے جائیں

ایک اور امر بھی میرے نزدیک ضروری ہے اور وہ یہ کہ ایک خاص دن مقرر کر کے سارے ہندوستان میں مسلمان جلسے کر کے اس امر کے ریزولیشن پاس کریں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ حکومت مسلمانوں کے حقوق کے متعلق اپنا آخری فیصلہ شائع کرے۔ پس

ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اس کا فیصلہ مخالف ہو یا موافق مرکزی حکومت کے ڈھانچہ کے تیار ہونے سے پہلے شائع کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے نمائندوں کو بھی چاہئے کہ وہ فوراً سب کے سب مل کر یا ان میں سے جس قدر بھی اپنی قوم کی ترجمانی کیلئے تیار ہوں حکومت تک ہمارا یہ خیال پہنچا دیں اور اگر حکومت اس کے بعد بھی اپنا فیصلہ شائع نہ کرے تو انہیں چاہئے کہ ایسے تمام سوال جو مرکزی اختیارات کے متعلق ہوں یا جن میں مرکز اور صوبہ جاتی حکومت کے اختیارات کی حد بندی کی جاتی ہو ان کے متعلق احتجاج کر کے خاموش بیٹھے رہیں اور صرف کاروائی سنتے رہیں تاکہ ان کا علم کامل رہے اور صورت حالات کی تبدیلی کی صورت میں فوراً کام شروع کر سکیں۔ تمام ہندوستان میں ان قرار دادوں کے پاس ہونے کے بعد وفادار مسلمان نمائندوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے اور وہ جو اپنی قوم کی ترجمانی کرنا پسند نہیں کریں گے ان کے متعلق ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اس کانفرنس میں ذاتی اعزاز کے حصول کی نیت سے شامل ہوئے ہیں نہ کسی قومی فائدہ کو مدنظر رکھ کر۔ اگر مسلمان نمائندے سب کے سب یا ان میں سے بعض باوجود اپنی قوم کے مطالبہ کے بِلا قید شرکت کو جاری رکھیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے متعلق عدمِ اعتماد کے ریزولیشن پاس کر کے حکومت کو بھجوا دیں اور تمام ہندوستان میں دوبارہ جلسے کر کے اس امر کا اعلان کر دیا جائے کہ مسلمانوں کی نمائندگی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں بالکل نہیں ہے یا ناکافی ہے۔

برطانیہ کیلئے مسلمانوں سے سمجھوتہ ضروری ہے

میں سمجھتا ہوں کہ خواہ کوئی کیسی ہی زبردست نمائندہ انجمن ہو اس کے فیصلہ کی نسبت یہ تمام ہندوستان کے جلسے زیادہ بااثر اور زیادہ مفید ثابت ہوں گے۔ اور حکومتِ ہند اچھی طرح معلوم کر لے گی کہ مسلمانوں کے اصل خیالات کیا ہیں اور چونکہ یہی حق ہے کہ اس وقت برطانیہ کا اپنی گزشتہ شان و شوکت کو قائم رکھنا مسلمانوں سے اتحاد کے بغیر ناممکن ہے اور موجودہ حالات میں مسلمانوں کا بھی اس میں فائدہ ہے کہ انگریزوں سے جو مسلمانوں کی طرح سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں باوقار سمجھوتہ کر لیں۔ اس لئے جب مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ حکومت تک پہنچ جائے گا تو برطانیہ ضرور اس کی طرف توجہ کرے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو ہماری طرف سے اس پر حجت تمام ہو جائے گی۔

اظہارِ خیالات کی دعوت

وہ مسلمان جو میرے اس خیال سے متفق ہوں اگر اپنے خیالات پبلک میں یا خطوط کے ذریعہ سے ظاہر کریں تو ہو سکتا ہے کہ مناسب مشورہ کے بعد کوئی خاص دن اس غرض کیلئے مقرر کر دیا جائے جس میں سب ہندوستان میں مذکورہ بالا غرض کیلئے جلسے منعقد کئے جائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس نازک موقع پر مسلمان اپنے فوائد کو یوں کُچلتا ہوا دیکھنا پسند نہیں کریں گے اور موقع کی اہمیت کے مطابق بیداری اور قربانی کا ثبوت دیں گے۔ (نوٹ تمام دردمند مسلمانوں سے میری درخواست ہے کہ وہ اس مضمون سے اپنے علاقہ کے لوگوں کو آگاہ کر دیں۔)

خاکسار

مرزا محمود احمد

(الفضل ۶ مارچ ۱۹۳۲ء)